مکے میں دعوت حق کا ظہور

۱۔ مکے کے ایک خاموش اور شریف ترین انسان کو رحمت خداوندی نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے منتخب کرلیا۔ اس پر وحی نازل ہوئی۔

اے چادر لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور (لوگوں کو اعمال کی پاداش) سے ڈراؤ۔(۱)

ایک دوسری وحی میں فرمایا گیا،

اِنَّا سَنُلْقِی عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً O (۲)

ہم تم پر ایک بھاری بوجھ ڈالنے والے ہیں۔

اس خاموش انسان کو پہلے مکے اور عرب کی ہدایت کے لئے اور پھر ساری دنیا کی ہدایت کے لئے منتخب کرلیا گیا۔ اس خاموش انسان پر بہت بڑا بوجھ ڈال دیا گیا۔ بہت بڑی ذمہ داری عائد کردی گئی۔

۲۔ مکہ بت پرستی کا مرکزی مقام تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک تجارتی مرکز بھی تھا۔ بت پرست اور مادہ پرست ماحول میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حق پرستی کا آغاز کیا اور توحید کا نعرہ بلند کیا۔ آپ نے دعوت دی۔

اے لوگو! (دل کے یقین کے ساتھ) کہو، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ تب تم فلاح پاؤ گے۔(۳)

آپ ﷺ نے خاموشی کے ساتھ دین حق کی دعوت کا آغاز کردیا۔ سعید روحیں اس دعوت کو قبول کرنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص جتنا قریب تھا اسی قدر جلدی وہ نئے دین میں شامل ہوگیا۔ معاشرے کے خوشحال اور صاحب علم افراد کے مقابلے میں معاشرے کے کمزور اور پسے ہوئے لوگوں نے مردوں میں سے بھی اور عورتوں میں سے بھی سبقت کی۔

۳۔ مکے کے صاحب اقتدار لوگوں نے اپنے نظام معاشرت و معیشت کے خلاف اس نئی آواز کا سختی

سے نوٹس لیا۔ انہوں نے اس نئی دعوت کو قوت و طاقت سے دبانے کی کوشش کی۔ جو لوگ اس دعوت پر ایمان لائے تھے، نومسلم تھے، غلاموں اور لونڈیوں سے تعلق رکھتے تھے، وہ ان کے ظلم و ستم کا شکار رہے۔ مگر ظلم و ستم کے باوجود دعوت کو قبول کرنے والوں میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ ظلم و ستم کی بھٹی میں پڑ کر ان کا میل کچیل دور ہو گیا۔ وہ نکھر کر خالص کندن بن گئے۔ یہ لوگ نوعِ انسانی کا گل سرسبز تھے۔ یہ لوگ انسانیت کا نمک تھے۔

۴۔ دوسری جانب داعی نے ان نومسلموں کی فکری اور عملی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔ دارارقم میں ایک خفیہ مدرسہ قائم ہو گیا۔ جہاں نومسلم نظریں بچا کر آتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ داعی کی تعلیم و تربیت اور صاحبانِ اقتدار کا ظلم و ستم دونوں برابر جاری رہے۔ دونوں سے فکر و عمل میں نکھار آتا رہا۔

۵۔ چار سال کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں بلاشبہ دعوتِ حق کے قبول کرنے والوں میں تو اضافہ ہوتا رہا لیکن بحیثیت مجموعی مکے کے معاشرے نے دعوتِ حق کو قبول نہیں کیا۔ عرب کا واحد مرکزی شہر مکہ تھا۔ مکہ اگر دعوتِ حق کو قبول کر لیتا تو بڑی جلدی سارے عرب میں دعوتِ حق پھیل جاتی۔ داعی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اب مکے سے باہر نظریں ڈالنا شروع کیں۔ قریب میں حبشہ ایک مسیحی ملک تھا۔ انبیا کی دعوت سے بیگانہ نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے سنجیدہ مسلمانوں پر مشتمل ایک وفد وہاں بھیجا۔

وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حکمران اگرچہ دعوتِ حق کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتا ہے، مگر وہ کمزور طبیعت کا آدمی ہے۔ پادریوں کی مخالفت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ اس لئے یہ مہم ناکام ہوئی۔

طائف مکے کے قریب امرا کا گرمائی مستقر تھا۔ اس کو بھی کسی درجے میں اہمیت حاصل تھی۔ کچھ عرصے کے بعد آپ وہاں تشریف لے گئے مگر وہ ایسے خود سر لوگ تھے کہ وہ دعوت کو سننے پر بھی آمادہ نہیں ہوئے۔ وہاں سے بھی آپ ناکام لوٹے۔

۶۔ اس مایوسی اور نامرادی کے عالم میں امید کی کرن پھوٹی۔ مدینہ سے حاجیوں کا ایک قافلہ معمول کے مطابق حج کرنے کے لئے مکے میں آیا۔ یہاں انہوں نے دعوتِ حق سنی۔ یہودیوں کی ہمسائگی کی وجہ سے وہ انبیا کی دعوت سے قدرے مانوس تھے۔ انہوں نے دعوتِ حق کو قبول کر لیا۔ مدینہ دعوتِ حق کا مرکز بن گیا۔ مکے سے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے لگے۔ سب سے آخر میں

تحریک اسلامی کے قائد نے مکہ سے ہجرت اختیار کی۔

۷۔ مدینہ منتشر گھروں پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ جس میں عرب اور یہودی آباد تھے۔ اب مکے سے ہجرت کر کے مسلمان مہاجرین بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس لئے اس شہر کی تنظیم ضروری تھی۔ مدینہ کے مسلمانوں نے تو مکے میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری قبول کر لی تھی۔ یہودیوں نے بھی باقاعدہ معاہدہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت اور بالادستی قبول کر لی (میثاق مدینہ) اس لئے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک نبی کی اور ایک خودمختار حاکم اعلیٰ کی تھی۔ مکے کا دور مقہوری ختم ہو گیا اور مدینے کا دور آزادی شروع ہو گیا۔ مہاجر مسلمان (مکی) اور انصار مسلمان (مدنی) کو مواخاۃ کے ذریعے باہم شیر و شکر کر دیا۔ اس طرح مدینہ منورہ اسلام کا مرکزی شہر بن گیا۔ جس کی آبادی باہم متحد اور منظم تھی۔

۸۔ تین سو میل دور دین حق کی یہ چھوٹی سی بستی مکے کے صاحبان اقتدار کی نگاہ میں خار کی طرح کھٹکنے لگی۔ انہوں نے اس کے خاتمے کا تہیہ کر لیا۔ دوسرے سال اہل مکہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہو گئے۔ بدر کے میدان میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اور اہل مکہ نے بری طرح شکست کھائی۔ آئندہ سال وہ پھر حملہ آور ہوئے اس مرتبہ جنگ کا نتیجہ زیادہ واضح نہیں نکلا۔ (جنگ احد) عظیم تیاری کے بعد وہ چوتھے سال پھر حملہ آور ہوئے۔ اور اہل مدینہ کو اپنے دفاع کے لئے خندق کھودنا پڑی۔

۹۔ ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے مکے کی جانب روانہ ہو گئے، اس سے اہل مکہ عجب مخمصے میں پڑ گئے۔ ایک طرف تو ہزاروں سال کی روایت کہ حج کے لئے کسی کو نہیں روک سکتے۔ دوسری طرف اہل مکہ اہل مدینہ سے حالت جنگ میں تھے۔ دشمن کو وہ اپنے شہر میں کیسے آنے دیں۔ بالآ فریقین کے درمیان صلح نامہ حدیبیہ طے پایا۔ جس میں فریقین کے درمیان دس سال کے لئے حالت امن کا اعلان ہوا۔ اور یہ کہ مسلمان عمرہ آئندہ سال ادا کریں۔

۱۰۔ صلح حدیبیا سلام کی تاریخ کا اہم موڑ ہے۔ حالت امن سے اسلامی تحریک کو فائدہ پہنچا۔ مدینے کے شمال میں خیبر کے یہودی تھے اور جنوب میں مکے کے مشرک تھے۔ اور ان لوگوں کے مابین گٹھ جوڑ تھا۔ جس کی وجہ سے چھ سال تک مدینہ میں خوف و ہراس کا عالم طاری رہا۔ صلح حدیبیہ کے فوراً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو ان کی غداری کا مزا چکھا دیا۔ خیبر فتح

کرلیا۔ اہل مکہ کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ حالت امن سے مکہ اور مدینے کے درمیان باہم ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہوا۔ اہل مدینہ کی دینی اور اخلاقی حالت سے کوئی شخص بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اس زمانے میں خالد بن ولید اور عمرو بن العاصؓ جیسے تجربہ کار جنگی کی ماہرین دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ مشرکین مکہ کے اندر ٹوٹ پھوٹ بڑھ گئی۔ بالآخر ہجرت کے آٹھ سال بعد معاہدہ کی خلاف ورزی کرکے موقع فراہم کردیا اور مدینہ کا اسلامی لشکر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوگیا، مشرکین مکہ کے غرور کا سر نیچا ہوگیا۔ عرب کا مرکزی مقام زیر ہوگیا۔ عرب کے دوسرے تمام قبائل اہل مکہ اور اہل مدینہ کی اس آویزش میں تماشہ دیکھ رہے تھے، جب مدینہ کی اسلامی ریاست کو مکمل فتح حاصل ہوگئی تو وہ سب جیتنے والے فریق کے ساتھ آ ملے، اور فوج در فوج لوگ دین اسلام میں داخل ہوگئے۔

۱۰۔ مدینہ کی دس سال کی زندگی میں پوری طرح اسلامی معاشرہ سرگرم عمل ہوگیا۔ معیشت، معاشرت، سیاست، اخلاق، قانون تمام شعبے پوری طرح کام کرنے لگے، اس لئے کچھ عرصے بعد اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں وحی نازل فرمائی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ
اَلْاِسْلَامَ دِیْناً ؕ (۴)

آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا۔ تم پر نعمتوں کا اتمام کردیا اور دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کرلیا۔

اللہ تعالٰی نے پروانۂ خوشنودی عطا فرمادیا۔

حوالہ جات

۱۔ سورۂ مدثر، آیت ۱۔۲، ۲۔ سورۂ مزمل آیت ۵،

۳۔ مسند احمد، بیروت، ج ۴، رقم ۱۵۵۹۳، ۴۔ سورۂ مائدہ آیت ۳،